وفیات

پروفیسر احمد سعید

خالد امین

پروفیسر احمد سعید صاحب تاریخ پاکستان کے نام ور محقق ،تاریخ دان اور اشرف علی تھانوی کے معتقد تھے۔۲۰نومبر ۱۹۴۲ کو مشرقی پنجاب کے شہر جالندھر میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ۱۹۶۵ء میں تاریخ کے مضمون میں ایم اے اور۱۹۶۶ء میں سیاسیات میں ایم اے کیا۔ بعد ازاں ایم اے او کالج لاہور اور اسلامیہ کالج لا ہور میں تاریخ کے استاد کی حیثیت سے اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہے۔ انھوں نے اسلامیہ کالج لاہور میں رہتے ہوئے اسلامیہ کالج لاہور کی صد سالہ تاریخ کے موقعے پر دو جلدوں میں مشتمل کتاب لکھی جس کا نام اسلامیہ کا لج لا ہور کی صد سالہ تاریخ ہے۔ یہ کتاب ان کی تحقیقی بصیرت مواد کی تلاش اور علم ودانش سے لگاؤ کا منھ بولتا ثبوت ہے۔

پروفیسر احمد سعید ۳۵ سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔ علمی اور تحقیقی خدمات کے اعتراف میں انھیں ۲۰۱۶ء میں حکومت پاکستان نے صدارتی ایوارڈ برائے حسن کارکردگی سے نوازا۔ تحریک پاکستان، قائد اعظم محمد علی جناح، مولانا ظفر علی خان، زمیندار،انقلاب،وطن اور پیسہ اخبار ان کے خاص موضوعات تھے۔ وہ تاریخ تحریک پاکستان پر سند کا درجہ رکھتے تھے۔ علم تاریخ اور تاریخ نویسی میں ان کی خدمات گراں قدر ہیں۔ وہ ۱۳ جنوری ۲۰۲۱ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

احمد سعید صاحب کا شمار ان اساتذہ کرام میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنے اخلاق اور کردار کے ذریعے نوجوان نسل کی ذہنی آبیاری ہی نہیں کی بلکہ انھیں معاشرے میں سیرت و کردار کے ذریعے عمل پر بھی ابھارا۔ پروفیسر احمد سعید کی منکسر المزاجی کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ انھوں نے ایم اے او کالج کے دو افراد کے نام اپنی ایک کتاب معنون کی جس میں ایک محمد حسین کالج کی گھنٹیاں بجاتا تھا اور دوسرا عقل دین کالج میں موجود سائیکلوں کی دیکھ بھال کرتا تھا۔

* استاد، شعبۂ اردو، جامعہ کراچی، کراچی

خاک ساری اور فروتنی پروفیسر احمد سعید کے مزاج کا حصہ تھی۔ میری کبھی ان سے ملاقات نہیں ہوئی ہمیشہ خط کتابت کے ذریعے یا پھر ٹیلی فون سے ان سے رابطہ رہا لیکن جب بھی گفتگو ہوئی یہی محسوس ہوا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو میرے دل سے مخاطب ہے اور جسے انسانی تعلقات اور اس کی نزاکت کا گہرا احساس ہے۔ میں ہمیشہ یہی سوچتا ہوں کہ ہم جس سے بھی وابستہ ہوتے ہیں اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے۔ ہمارا کلام ہمارا طعام ہمارا قیام غرض یہ کہ ہمارے تعلقات کی نہج کسی نہ کسی وجہ سے ہے لیکن مجھے کچھ لوگوں کے ساتھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ تعلق میں دوری یا قربت معنی نہیں رکھتی بلکہ تعلق کا یہ انداز انسان کے روح کی سرشاری کا باعث ہوتا ہے جس میں جسم کا ہونا یا نہ ہونا حائل نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ احمد سعید صاحب سے روحانی تعلق مجھے خود بہ خود لکھنے پر مجبور کر رہا ہے۔ ان کے کئی خطوط میرے نام ہیں جس میں انھوں نے کسی علمی موضوع پر نہیں بلکہ نہایت ہلکے پھلکے انداز میں میرے دل سے ہم کلامی کی ہے۔ ان کا ایک خط جو ۳ نومبر ۲۰۱۹ء دست یاب ہوا تھا، کو دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

> اللہ کرے آپ بہ خیریت ہوں۔ آج الحمدُللہ مضمون مکمل ہو گیا۔ یوں سمجھیے کہ میری کمر دھری ہو گئی یہ سچ کہہ رہا ہوں۔ دل میرا چاہتا ہے کہ میں آپ کو معاوضے کا لکھوں لیکن اگر آپ معاوضہ نہیں دے سکتے تو کم از کم تین چار "آف شور" کمپنیاں ہی کھلوا دیں تاکہ میں بھی چند گھنٹے سکون کے اسلامی جمہوریہ جرمنی میں گزار سکوں لیکن اگر آپ کے پاس اتنے پیسے نہیں تو "بے نامی اکاؤنٹ" تو کھلوا سکتے ہیں لیکن صرف تین چار اکاؤنٹوں میں کم از کم ایک "عرب" روپیہ ہو اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو کراچی کے کسی مال دار علاقے کا سیکٹر کمانڈر ہی لگوا دیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی میری طرح "فقرے" ہیں یعنی آپ کی نہ کوئی آف شور کمپنی ہے نہ بے نامی اکاؤنٹ اور نہ ہی سیکٹر کمانڈری۔
>
> میں نے آپ کی سہولت کے لیے اضافوں کی جگہ نشان دہی کر دی ہے۔ اضافوں کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ تمام حوالہ جات بھی ٹھیک کر دیے ہیں۔ کمپوز کروا کر ایک مرتبہ آپ ضرور دیکھیے اور اس کو حتمی شکل دینے سے پیش تر ایک مرتبہ دوبارہ مجھے ایک نظر ڈالنے کی اجازت دیجیے۔ ممنون ہوں گا۔
>
> خیر اندیش
>
> احمد سعید

پروفیسر احمد سعید کا زیادہ تر کام جنوبی ایشیا سے نکلنے والے مسلم اخبارات سے استفادے کے بعد سامنے آیا ہے۔ اس کی ایک مثال مولانا ظفر علی خان کے اداریوں پر مشتمل چھے جلدوں پر مرتبہ کام ہے جو انھوں اخبار زمیندار کی مدد سے تیار کیا۔ اسی طرح انھوں اور دیگر کتابوں کو بھی ترتیب دیا ہے۔ احمد سعید تحریک پاکستان اور اس سے وابستہ مسلم اخبارات کو نہایت باریک بینی سے دیکھا کرتے تھے۔ اس موضوع پر روزنامہ انقلاب، زمیندار، وطن اور پیسہ اخبار کی مدد سے انھوں نے قائد اعظم اور مسلم پریس نامی کتاب مرتب کی۔ اس کتاب کے چھپنے کے بعد شریف المجاہد کی تحریک پر انھوں نے ۸۰۰ صفحات کا اضافہ بہ عنوان قائد اعظم مسلم پریس کی نظر کیا جسے قائد اعظم اکیڈمی کراچی نے شائع کیا۔ ساتھ ہی ساتھ انھوں نے اشاریہ قائد اعظم بھی مرتب کیا جس میں انھوں نے قائد اعظم پر مبنی معلومات کا اشاریہ نہایت خوبی سے ترتیب دیا ہے۔

طالب علمی کے دوران انھیں اس بات کا موقع ملا کہ وہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب پر مضمون لکھیں۔ پھر کسی دوست کے کہنے پر انھوں نے ان مضامین کو کتاب کی صورت میں ترتیب دیا۔ اس طرح ۱۹۷۲ میں ان کی پہلی تصنیف جد وجہد آزادی اور مولا نا اشرف علی تھانوی منظر عام پر آئی۔ اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ بزم اشرف کے چراغ نامی کتاب میں انھوں نے مولانا اشرف علی تھانوی کے خلفا کے حالات بیان کیے ہیں۔ علاوہ ازیں اشرف علی تھانوی کے شاگرد عزیز الحسن مجذوب جو اردو کے کلاسیکی شعرا میں شمار کیے جاتے ہیں ان کے حالات زندگی کو احمد سعید صاحب نے مرتب کیا ہے۔

اس تحریر میں احمد سعید صاحب کے علمی و تحقیقی کاموں کی ایک مختصر سی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ وہ پاکستان اور بین الاقوامی سطح پر تحریک پاکستان کے حوالے سے اپنی جداگانہ شناخت رکھتے تھے۔ ان کی خدمات نے پاکستان کی نظریاتی اور فکری سرحدوں کی علمی سطح پر محافظت کا کام انجام ہی نہ دیا بلکہ اس کی نظریاتی سرحد کو علمی وقار بھی بخشا ہے۔